تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

٭٭٭ تقریر ٭٭٭

سیرت حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَآ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى (ال عمران:196)

ترجمہ: میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

اور اِن کے ساتھ دی ہے ایک دُختر
ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اَختر
ہوا اِک خواب میں یہ مجھ پہ اَظہر
کہ اس کو بھی ملے گا بختِ برتر
لقب عزت کا پاوے وہ مُقرّر
یہی روزِ اَزل سے ہے مقدّر

معزز سامعین! ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والی خواتین مبارکہ نے کس طرح اپنی زندگیاں گزاریں اور اپنا کردار ہم سب کے لیے ایک نیک نمونے کے طور پر چھوڑا اور آج بھی اُن کا نام تاریخ میں درخشان ستارے کی مانند چمکتا نظر آتا ہے۔ آج میری تقریر کا موضوع ایسی ہی ایک خاتون کی سیرت بیان کرنا ہے جن کا نام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ ”تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد دیکھے گا، تیری نسل بہت ہوگی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 96-97)

آپ علیہ السلام کو اپنی اولاد کی پیدائش سے پہلے الہامات ہوتے تھے اور انہی مبشر اولادوں میں سے حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں الہامات کا سلسلہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ نے...ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا تُنَشَّاءُ فِي الۡحِلۡيَةِ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی۔ یعنی نہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا۔“

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 227)

پھر 1901ء کے ایک الہام میں انہیں ”نواب مبارکہ بیگم “ کا لقب عطا ہوا۔

(تذکرہ ایڈیشن پنجم صفحہ 277)

یہ دونوں الہام شادی کے بعد آپ کی ذات میں پوری شان سے پورے ہوئے اور آپ شادی کے بعد حسبِ الہام ”نواب مبارکہ بیگم “ کہلائیں، زیورات میں پرورش پائی، خوش بختی کی زندگی گزاری اور دین کے ساتھ دنیاوی نعمتیں بھی فراخی سے عطا ہوئیں لیکن آپؓ کے مزاج میں قطعاً کوئی غرور اور تکبر نہیں تھا۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ ایک خاص وقار اور تمکنت تھی۔ یہاں زیورات سے مراد دینی، علمی، اخلاقی اور روحانی زیور بھی مراد ہے جس سے آپ ساری زندگی لَیس رہی۔ حضرت سیّدہ نواب

مبارکہ بیگم صاحبہؓ 2مارچ 1897ء (بمطابق 27 رمضان المبارک) پیدا ہوئیں۔ حضور علیہ السلام نے آپؓ کو اپنی صداقت کا 37واں نشان قرار دیا اور آپؓ کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کے دن پنڈت لیکھرام کی موت کی خبر بھی ملی اس طرح دو نشان پورے ہو گئے۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 227)

آپؓ حضور علیہ السلام کی لاڈلی صاحبزادی تھیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی بیٹیوں کی تربیت اس نہج پر کی تھی کہ ان کے ہر قول و فعل میں اسلامی کردار جھلکتا تھا۔

آپؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ ”حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنے مقدس باپ کی تقدیس سے بہت حصہ پایا تھا۔ بچپن ہی سے نمازوں اور دُعاؤں سے بہت شغف تھا۔ تہجد کے لئے اٹھنا آپ کا معمول تھا۔ چار سال کی عمر میں اپنے بزرگوں سے کہتیں کہ مجھے تہجد کے لیے اٹھا دیا کریں۔

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صفحہ 145)

آپ کے مقدس والدین نے اپنی اس پیاری بیٹی کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی تھی۔ ابتداء سے ہی آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رچ بس گئی تھی۔ خدا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی سے رؤیائے صادقہ دیکھتیں۔ آپؓ فرماتی ہیں: ”بچپن کا سب سے پہلا خواب جو مجھے یاد ہے وہ یہ تھا کہ ایک چاند چکر لگا رہا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ چاند نے کہا ”اللہ پر توکل کرو“ دن کے وقت میں نے مبارک احمد کو بتایا کہ چاند نے مجھ سے باتیں کیں۔ ایک دن ... حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ... مبارک نے ... کہا ”آپا سے تو چاند باتیں کرتا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استفسار فرمایا تو پھر میں نے اپنا خواب سنایا۔ آپ علیہ السلام نے اسی وقت اپنی ایک چھوٹے سائز کی الہامات اور رؤیا کی کاپی میں لکھ لیا تھا۔

(تحریرات مبارکہ ایڈیشن 3 صفحہ 58)

آپ بہت دعا گو اور بہت عبادت گذار تھیں۔ بڑے اہتمام سے لمبی لمبی نمازیں پڑھتیں۔ آپ کی مغرب کی نماز اتنی لمبی ہوتی کہ عشاء کا وقت آجاتا۔ آپؓ کی بہو آپا طیبہ صدیقہ صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

مَیں نے تو انہیں ہمیشہ ہی بہت لمبی نمازیں پڑھتے اور دعائیں کرتے دیکھا ہے۔ جب کوئی زیادہ گھبراہٹ کا وقت ہوتا جیسا قادیان سے آنے سے پہلے کا تھا تو نمازوں کے علاوہ سارا دن ٹہل ٹہل کر دعائیں کرتی تھیں۔ قرآن کریم کو بڑے اہتمام سے اور سمجھ سمجھ کر پڑھتیں۔

سامعین! حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ گھر میں ہی آپ نے عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں مہارت حاصل کی۔ ”دُرِّ عدن“ جیسا اعلیٰ پائے کا کلام آپ کی اردو زبان میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کو مختلف بزرگان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ اپنی تعلیم کے بارے میں فرماتی ہیں:

”مَیں نے کسی سکول میں تعلیم نہیں پائی نہ کوئی ڈگری ہے۔ پیر منظور محمد صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ محمدی بیگم صاحبہؓ مرحومہ نے حضرت امّاں جانؓ سے ذکر کیا کہ پیر جی کہتے ہیں ایک نئے طریق سے صالحہ کو پڑھانا شروع کروں گا (صالحہ بیگمؓ کی شادی حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ سے ہوئی) حضرت امّاں جانؓ نے فرمایا کہہ دو کہ مبارکہ کو بھی پڑھا دیا کریں۔ میری عمر بمشکل شاید تین سال کی ہو گی کہ یہ سلسلہ شروع ہوا۔ لکڑی کے بلاک تھے ان پر الف، ب وغیرہ لکھی ہوئی تھی۔ غرض میں نے ساڑھے چار سال کی عمر میں قرآن شریف ختم بھی کیا اور دہرا بھی لیا تھا۔ اردو حضرت پیر منظور صاحبؓ نے ساتھ ہی پڑھائی۔ حساب وغیرہ بھی سکھاتے مگر مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہ ہوئی۔ فارسی کی بھی ایک دو کتابیں پڑھائی تھیں، انگریزی کا قاعدہ اور کتاب۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے بہت توجہ سے پڑھایا۔ ان سے مَیں صرف تین سپارے اور چند ورق چوتھے سپارے کے پڑھ سکی۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پاس بھیجا کہ وہ قرآن شریف کا ترجمہ پڑھائیں۔ وہ بھی ہم سے بہت پیار کرنے والے تھے۔ بہت پیار اور توجہ سے پڑھاتے۔ چند روز خود حضرت مسیح موعودؑ نے فارسی پڑھائی۔ پھر مَیں نے چھوٹے بھائی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے کہا مجھے عربی پڑھا دیا کریں۔ مجھے علم تھا کہ ان کو عربی بہت اچھی آتی ہے اور طریق تعلیم بھی اچھا ہے، انہوں نے صرف و نحو وغیرہ سب سکھایا۔ پھر شوق اٹھا کہ انگریزی بھی سیکھ لوں۔ پہلے بچوں کے ایک استاد سے پڑھا۔ پھر ماسٹر محمد حسن تاج صاحبؓ جو بزرگ آدمی تھے، انگریزی میں بہت ماہر تھے۔ ان سے پڑھنا شروع کیا اور بہت جلد ترقی کی۔ انگریزی پر کافی عبور ہو گیا تھا ہر کتاب پڑھ لیتی تھی۔“

(سیرت و سوانح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 33-37)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت اعلیٰ پائے کی ذہانت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے ساڑھے چار سال کی عمر میں قرآن شریف مکمل کر لیا تھا۔ آپؓ عشاء کے بعد بلا ناغہ تلاوت قرآن پاک فرماتیں اور جہاں ذرا معانی میں تردّد ہو تا تو لغت کی طرف رجوع کرتیں۔ ہمہ تن درود و سلام اور دعا میں مصروف رہتیں۔ کمرہ بند کر کے گھنٹوں دعاؤں میں لگی رہتیں۔ ایک مرتبہ حضورؑ نے خواب میں دیکھا کہ مبارکہ پنجابی میں بول رہی ہے کہ ”مینوں کوئی نئیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے اِیہہ مصیبت پائی“

(تذکرہ ایڈیشن پنجم صفحہ 277)

چنانچہ اللہ تعالیٰ بچپن ہی سے آپ کا متکفّل رہا اور آپ کی ضرورت اور خواہش کو اپنے فضل سے خود پورا فرما دیتا۔ بعض اوقات ایسے مواقع بھی آئے کہ آپ نے کسی ایسی چیز کی خواہش کر دی جو قادیان میں موجود ہی نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کے سامان پیدا کر دیے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ ”میں بالکل چھوٹی تھی گرمیوں کی دوپہر میں ہم سب نیچے کے کمروں میں رہا کرتے تھے... میں نے کہا مجھے لیچیاں دیں مگر قادیان میں ہر چیز کہاں ملتی، اور نہ ابھی تک کہیں باہر سے آئی تھی۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کہ ”اس کی باتیں تو دیکھیں، بے وقت لیچیوں کی فرمائش اب کر رہی ہے“ میں خفا سی ہو کر دوسرے کمرے میں جا کر لیٹ رہی اور سو گئی... سوتے سوتے میری آنکھ کھلی تو آپؑ مجھے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے لئے جا رہے تھے۔ جا کر مجھے گود سے اتار کر بھرے ہوئے لیچیوں کے ٹوکرے کے پاس بٹھا کر کہا۔ لو کھاؤ اور حضرت اماں جان سے فرمایا کہ دیکھو۔ چیز یہ مانگتی ہے، اللہ تعالیٰ بھیج دیتا ہے“

(تحریرات مبارکہ صفحہ 218-219)

سامعین! حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہو چکا تھا، جن کو اللہ تعالیٰ نے حُجۃُ اللہ کے خطاب سے نوازا۔ 17 فروری 1908ء کو مسجد اقصیٰ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ سے 56 ہزار روپے مہر مؤجل پر حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ نے آپؓ کا نکاح پڑھا۔ رخصتانہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد 14 مارچ 1909ء کو عمل میں آیا۔ آپؓ کی رخصتی سنّتِ نبوی کی ایک اعلیٰ مثال تھی۔ حضرت اماں جان تمام رسوم کو پس پشت ڈال کر اپنی لاڈلی بیٹی کو خود نواب صاحب کے گھر چھوڑ آئیں۔ حضرت نواب صاحبؓ فرماتے ہیں: ”رخصتانہ نہایت سیدھی سادی طرز سے ہوا۔ مبارکہ بیگم صاحبہ کے آنے سے پہلے مجھ کو حضرت اماں جانؓ نے فہرست جہیز بھیج دی اور دو بجے حضرت اماں جانؓ خود لے کر مبارکہ بیگم صاحبہ کو میرے مکان پر ان سیڑھیوں کے راستے جو میرے مکان اور حضرت اقدس کے مکان کو ملحق کرتی تھیں تشریف لائیں۔ میں چونکہ مسجد میں تھا اس لیے ان کو بہت انتظار کرنا پڑا اور جب بعد نماز آیا تو مجھ کو بلا کر مبارکہ بیگم صاحبہ کو بایں الفاظ نہایت بھرائی آواز سے کہا کہ ”میں اپنی یتیم بیٹی کو تمہارے سپرد کرتی ہوں“۔ اس کے بعد ان کا دل بھر آیا اور فوراً سلام علیک کر کے تشریف لے گئیں۔“

(سیرت و سوانح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 106-111)

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دو بیٹوں مکرم نواب محمد احمد خان صاحب، مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب، اور تین بیٹیوں صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ، صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ سے نوازا۔ آپؓ کی شادی گو چھوٹی عمر میں ہی ہو گئی تھی مگر آپ نے اس رشتے کو بھی خوب نبھایا۔ مثالی بیوی اور ایک مثالی ماں ثابت ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی ہونے کے ناطے حضرت نواب صاحب آپؓ کی بہت عزت اور قدر کرتے تھے لیکن اس محبت و عزّت کے باوجود آپ نے کبھی اس سلوک سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا اور ہمیشہ اپنے خاوند کے عزّت و احترام کا خیال رکھا۔ جن باتوں کو وہ پسند نہ کرتے ان کی حاضری یا غیر حاضری میں ہمیشہ ان باتوں سے احتراز کرتی رہیں۔ اپنے بچوں کو بھی یہی سکھایا کہ ”دیکھو! تمہارے ابّا میاں کو یہ بات پسند نہیں۔ اس کا خیال رکھو“

(مبارکہ کی کہانی، مبارکہ کی زبانی صفحہ 91)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے آپ کی تعریف میں فرمایا کہ ”مَیں نے ان میں حُسنِ صورت و حُسنِ سیرت دونوں کو پایا“

(مبارکہ کی کہانی، مبارکہ کی زبانی صفحہ 91)

نماز آپؓ کی روح کی غذا تھی۔ خاندان کی سب خواتین بتاتی ہیں کہ کس طرح ڈوب کر نماز پڑھتی تھیں۔ لمبی نمازوں کے بعد اکثر نہایت درجہ ضعف ہو جاتا۔ بالکل اُسی طرح جیسے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔“ چونکہ آپ بچپن میں ہی صاحب رؤیا و کشوف تھیں لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو بچپن میں دعا کے لیے فرماتے اور خدا تعالیٰ آپ کو رؤیا صادقہ کے ذریعے جواب دیتا تھا۔ آپؓ فرماتی ہیں: ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر دعا کو کہتے۔ یہ نہیں کہ میں کوئی بڑی اور بزرگ تھی، آپ کا مطلب دعا سکھانا اور دعا کی اہمیت دلوں

میں بٹھا دینا تھا۔ آپ نے مجھے کہا کہ ایک خاص بات ہے دعا کرو، رات کو دو نفل پڑھو، دعا کرو کہ جو معاملہ میرے دل میں ہے اس کے متعلق تم کو کچھ اشارہ ہو جائے۔ میں نے دعا کی اور اسی شب خواب دیکھا، آپ علیہ السلام کو سنایا۔"

(تحریرات مبارکہ ایڈیشن 3 صفحہ 281)

سامعین کرام! آپؓ ایک اعلیٰ پایہ کی شاعرہ بھی تھیں۔ آپؓ اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ زمین پر فرش پہ تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے پاس آپ کا لکڑی کا قلم دان رکھا ہے... آپؑ نے فرمایا کہ جس کے پاس میرے قلم دان کا ایک ٹکڑا بھی ہو گا، خدا تعالیٰ اس کے علم میں برکت دے گا... پاس ہی مَیں کھڑی تھی۔ میں نے... کہا۔ ابا! مجھے بھی دیں، آپؑ نے اپنے ہاتھ سے قلم دان کا ٹکڑا مجھے پکڑا دیا...، میں نے پکڑا تو وہ نہایت سفید، دودھ کی مانند، ناریل کے ٹکڑوں کی مانند کئی ٹکڑے تھے، جو مجھ سے سنبھل نہیں رہے تھے، مگر میں نے گرنے نہیں دیا اور گود میں سنبھال لیا۔"

(مبارکہ کی کہانی، مبارکہ کی زبانی صفحہ 106-107)

علم میں برکت کا یہ فیض ہمیں آپؓ کے کلام اور تحریرات میں صاف نظر آتا ہے۔ آپؓ کو حضرت امّاں جانؓ کے جد امجد حضرت خواجہ میر دردؒ کی طرف سے شاعرانہ صلاحیتیں خون میں ملی تھیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عارفانہ اور دردمندانہ دعائیہ شاعری نے جلا بخشی جو وقت کے ساتھ ساتھ چمکتی گئی۔ آپؓ کی شاعری آپؓ کے اعلیٰ اسلامی، روحانی و اخلاقی جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ کیونکہ آپؓ کے کلام میں قطعاً تصنّع اور بناوٹ نہیں، بے ساختگی اور آمد ہے۔ جو خیالات قلب و ذہن میں بہ شدت آئے، اشعار کے جامع میں ڈھلتے چلے گئے۔ آپؓ کی تحریریں بے ساختہ اور دلچسپ ہوتیں جن سے آپ کے اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ کی شاعری باکمال ہے جو عشق الٰہی اور عشق رسولؐ میں ڈوبی نظر آتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جو خود اعلیٰ پایہ کے قادرالکلام شاعر تھے، آپ کو اپنا کلام سناتے اور آپ انہیں سناتیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے آپؓ کے کلام کے بارے میں فرمایا

:"حضرت بڑی پھوپھی جان... کی نظمیں آپ دیکھیں۔ آپ حیران ہوں گی کہ اس دَور کے بڑے بڑے شاعر بھی فصاحت و بلاغت میں آپ کا مقابلہ نہیں کرتے۔"

(سیرت و سوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 135-136)

آپؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتی ہیں۔

کیونکر کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل
پیارے مجھے بھی تیری "محبت پہ ناز" ہے

ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہیں:

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آپؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ عشق تھا۔ کثرت سے درود شریف پڑھتیں اور ہر ایک کو اس کی تلقین کرتیں۔ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تھا۔ کہنے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری بیماری میں تیز بخار تھا۔ اس وقت نہ پنکھے تھے نہ اے سی۔ اس شدید گرمی میں آپؐ کو کتنی تکلیف ہوتی ہو گی! یہ کہتے ہوئے آپؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 161)

حضرت مسیح موعودؑ سے آپؓ کو عشق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت آپؓ کی عمر قریباً گیارہ سال تھی لیکن حافظہ بلا کا اور مشاہدہ بے مثال تھا۔ آپؓ کو اپنے بچپن کی بے انتہا باتیں یاد تھیں جو آپؓ نے امانت کے ساتھ بحسن و خوبی بیان فرمائیں۔ ذکر حبیبؑ میں آپؓ ایک خاص لذت محسوس کرتیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں:

"میرا دل اس ذکر، ان یادوں اور ان تصورات سے کبھی بھر نہیں سکتا۔"

حضرت امّاں جانؓ سے اپنی عقیدت مندانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپؓ فرماتی ہیں

"اس مبارک وجود کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مصرعہ تحریر فرمایا وہی ایسا جامع ہے کہ اس سے بڑھ کر تعریف نہیں ہو سکتی، یعنی "چن لیا تُو نے مجھے اپنے مسیحا کے لیے" اللہ تعالیٰ کا کسی کو چُن لینا کیا چیز ہے۔ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس محسن و رحمٰن خدا نے کیا کیا جوہر اس روح میں رکھ دیے ہوں گے جس کو اس نے اپنے مسیحا کے لیے تخلیق کیا۔ میں ان کی تعریف اس لیے نہیں کروں گی کہ وہ میری والدہ ہیں بلکہ اس نظر سے کہ وہ فی زمانہ (احمدیوں) کی "ماں" ہیں اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس امر کی گواہی ہمیشہ دوں گی کہ وہ اس منصب کے قابل ہیں۔"

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ 189)

سامعین! حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ خلافت کا بے حد احترام کرتی تھیں۔ آپؓ نے تین خلفاء کا زمانہ دیکھا اور سب کا حد درجہ احترام کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا جب بھی ذکر کرتیں تو بے حد محبت اور احترام کے ساتھ کرتیں۔ حضرت مصلح موعودؓ سے انتہائی محبت اور قریبی رشتہ کے باوجود ان کے خلافت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد ان کے ادب اور احترام میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آپ کے بھتیجے اور داماد بھی تھے، رشتے اور عمر میں چھوٹا ہونے کے باوجود خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد آپ حضور کا ذکر بڑی عزّت اور ادب سے کرتیں۔ آپ نے اپنی تمام تحریرات میں خواتین کو ہمیشہ خلافت سے مضبوط تعلق کی نصیحت فرمائی۔ آپؓ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں بھی شامل تھیں۔ دہلی میں لجنہ کا قیام آپؓ کے ذریعے ہی عمل میں آیا۔ 8 سال تک لجنہ لاہور کی صدر بھی رہیں۔ جلسہ سالانہ مستورات پر بھی متعدد بار خطاب کی توفیق پائی۔

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی وفات 22 مئی 1977ء کی شب قریباً اسّی سال کی عمر میں ہوئی۔

سامعین! جیسا کہ ابتدا میں خاکسار نے سورۃ ال عمران آیت 196 کی تلاوت کی تھی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اسی کے مطابق حضرت سیّدہ بیگم صاحبہؓ کی اسّی سالہ زندگی کے تمام پہلو عبارت ہیں اور ان کی زندگی کا ہر عمل محبت الٰہی، عشقِ رسولؐ اور شفقت علیٰ خلق اللہ سے پُر ہے اور یہ ہی دین کا خلاصہ ہیں۔

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بُکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اِس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)